محمد عمر فاروق

لال قلعہ سے وائٹ ہاؤس تک

چیف ایگزیکٹو جنرل پرویز مشرف نے ۱۲/ ربیع الاوّل کو سیرت کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ "علماء اور جہادی تنظیمیں دہلی کے لال قلعہ پر پاکستانی پرچم لہرانے کے بیان نہ دیا کریں۔ اس سے پاکستان کی عالمی سطح پر بدنامی ہوتی ہے"۔ جنرل مشرف کے اس خطاب کا بھارتی وزیراعظم اٹل بہاری واجپائی نے پرجوش انداز میں خیر مقدم کیا ہے۔ کیونکہ ہندوستان آج کل جس مشکل ترین صورت حال سے گزر رہا ہے۔ اس کے لئے ایسے بیانات حوصلہ افزاء ہیں۔ کشمیری مجاہدین نے ہندوستان کی سات لاکھ فوج کو تگنی کا ناچ نچا رکھا ہے۔ جس سے کشمیر میں فوج کا مورال گر چکا ہے۔ اور ہندوستانی فوج کشمیر میں دفاعی جنگ لڑنے پر مجبور ہو چکی ہے۔ اب تو بھارتی تجزیہ نگار بھی یہ لکھنے لگے ہیں کہ اب انڈین آرمی زیادہ دیر تک کشمیری آزادی پسندوں کا سامنا نہیں کر سکے گی۔ دوسری طرف چین کے وزیراعظم کا دورۂ پاکستان اور پھر گوادر کی بندرگاہ پر پاک چین معاہدہ ایسے دو اہم واقعات ہیں۔ جنہوں نے جنوبی ایشیاء میں ڈرامائی تبدیلیاں پیدا کر کے دنیا بھر کو چونکا کر رکھ دیا ہے اور عالمی سطح پر پاک چین دوستی کے اس نئے بندھن کو کئی تناظر میں دیکھا جا رہا ہے۔ پاک چین تعلقات کی اس نئی کروٹ نے امریکی سامراج کی چالوں کو مات کر دیا ہے۔ کیونکہ گوادر کی بندرگاہ کے چین کی نگرانی میں چلے جانے سے امریکی سٹریٹیجی تلپٹ ہو کر رہ گئی ہے۔ امریکہ ایک عرصہ سے گوادر میں اپنے پاؤں جمانے کے لئے بے چین تھا اور وہ گوادر کی جغرافیائی اہمیت کے پیش نظر چین سمیت مشرقِ وسطیٰ کو اسی مقام سے مانیٹر کرنے کا پروگرام رکھتا تھا۔ لیکن اب یکدم پانسا پلٹ جانے سے امریکہ کی تمام تر توجہ کشمیر پر مرکوز ہو گئی ہے۔ حالیہ پاک بھارت مذاکرات کا شور اسی پیشِ رفت کا پہلا پتھر ہے۔

امریکہ کا مفاد اسی میں ہے کہ کشمیر ایک خود مختار ریاست بن جائے۔ تاکہ امریکہ کشمیر میں اثر انداز ہو کر چین کا راستہ روک سکے۔ اسی لئے امریکہ کشمیر کے محاذ پر تیزی سے سرگرم عمل ہو گیا ہے اور وہ جلد از جلد مسئلہ کشمیر کو اپنی خواہشات اور ترجیحات کے مطابق حل کرانے کے لئے بے چین ہے۔ علاوہ ازیں امریکہ کشمیری مجاہدین کی جہادی سرگرمیوں کا خاتمہ چاہتا ہے۔ تاکہ اسلامی بنیاد پرست مجاہدین کی جہادی کارروائیاں پاک و ہند کی سرحدوں سے باہر نہ پھیل سکیں۔ کیونکہ امریکہ کو ابھی تک جہاد افغانستان کے اثرات کو دنیا کے اکناف و اطراف میں پھیلنے سے روکنے میں ناکامی کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے اور جہادی سرگرمیاں افغانستان سے نکل کر کشمیر، بوسینا، چیچنیا، فلسطین، الجزائر اور ترکی تک پاؤں جما چکی ہیں۔ عالم کفر مسلمان مجاہدین کی کفر شکن کارروائیوں کے ہاتھوں بے بس نظر آتا ہے اور اب یہودی، عیسائی اور ہندو ایک جان ہو کر ایک ایسی کفریہ مثلث میں مدغم ہو چکے ہیں کہ جس کا واحد مقصد دنیا سے اسلام کو مٹانا ہے، بھارت، امریکہ اور اسرائیل کے گٹھ جوڑ نے یہ حقیقت آشکارا کر دی ہے کہ کفار بظاہر مسلمانوں سے جتنی بھی خیر سگالی کا اظہار کریں لیکن وہ اندر سے مسلم

دشمنی پر ایک ہیں۔ لیکن ''روشن خیالی'' اور لبرل ازم کے زعم میں مبتلا ہمارے حکمران ان دوست نما دشمنوں کے شوگر کوٹڈ زہر کو تریاق سمجھ بیٹھے ہیں۔

کفریہ طاقتیں اچھی طرح جانتی ہیں کہ اسلام کسی کی غلامی کو قبول نہیں کرتا اور جب بھی اس کے نام لیوا متحد ہو گئے، وہ دن ان طاغوتی قوتوں کے لئے موت کا پیغام لے کر آئے گا۔ لہٰذا انہوں نے مفادات کے سنہری جال میں پانچ درجن کے قریب مسلمان ممالک کو پھانس رکھا ہے اور انہیں تقسیم در تقسیم کر کے ان کی اجتماعی قوت کو منتشر کر دیا ہے اور ان کے وسائل پر غاصبانہ قبضہ کر کے انہیں کھلے بندوں لوٹا جا رہا ہے۔ امریکہ اور اس کے حلیف اچھی طرح جانتے ہیں کہ مسلمانوں نے اقلیت میں ہونے کے باوجود برصغیر پر ایک ہزار سال تک حکمرانی کی ہے اور اب جبکہ اللہ کے فضل واحسان سے پاکستان عالم اسلام کی پہلی ایٹمی پاور کا اعزاز حاصل کر چکا ہے، انہیں خدشہ ہے کہ کہیں پاکستان ملت اسلامیہ کی رہبری و رہنمائی کیلئے قیادت کا عزم نہ کر لے اور اگر ایسا ہو گیا تو ملت اسلامیہ غفلت کی نیند سے بیدار ہو کر دنیا کی امامت اور تاجوری کے لئے اٹھ کھڑی ہو گی۔ اور پھر کفر کو ڈھونڈنے سے بھی اماں نہیں ملے گی۔ لہٰذا یہ کفریہ مثلث پاکستانی قوم کے اعصاب کو یہودی دولت، عیسائی قوت اور ہندو کی عددی اکثریت سے خوفزدہ کر کے مفلوج کر دینا چاہتی ہے۔ پاکستان کو ہندوستان سے مذاکرات پر آمادہ کرنا اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔ ہندوستان جو کشمیری مجاہدین کی سرفروشانہ کارروائیوں سے زچ ہو کر شکست کے خوف سے مذاکرات کا سہارا لینے پر مجبور ہوا ہے۔ اور شکست خوردگی کے باوجود پاکستان کو مذاکرات کی دعوت دے کر اہنسا اور امن کا علمبردار بننا چاہتا ہے۔ اس ظالم بنیے اور منافق و چالباز دشمن کو منہ توڑ جواب دینے کی ضرورت ہے۔ تاکہ دنیا کے سامنے اس کا اصل چہرہ بے نقاب ہو سکے۔

پاک بھارت مذاکرات آج کی بات نہیں ہے۔ لیاقت نہرو مذاکرات سے لے کر تا ایں دم تریپن برس سے مذاکرات ہمیشہ بے مقصد اور لاحاصل ثابت ہوئے ہیں۔ آزادی کبھی مانگنے سے نہیں ملتی اور نہ ہی مذاکرات آزادی کا باعث بنے ہیں۔ یاسر عرفات کی مثال دنیا کے سامنے ہے۔ انہوں نے جہاد سے منہ موڑ کر مذاکرات کی راہ اپنائی تو ذلیل و خوار ہو کر عبرت کی مثال بن گئے۔ کشمیر مذاکرات کی میز پر نہیں، جہاد کے میدان میں آزاد ہو گا۔ اور اب جبکہ کشمیری قوم آزادی کی منزل تک پہنچ چکی ہے۔ ایسے میں دوطرفہ مذاکرات کشمیری حریت پسندوں کی پیٹھ میں خنجر ثابت ہوں گے۔ اور یہی دشمن کی در پردہ اور دیرینہ خواہش ہے۔ پاک بھارت مذاکرات میں قوم کو اعتماد میں لیے بغیر اس قدر عجلت و بیتابی کا مظاہرہ اور پھر قادیانی عنصر کا مسئلہ کشمیر پر اچانک متحرک ہو جانا اہل فکر و نظر کے لئے یقیناً تشویش کا باعث ہے۔ یاد رکھیے! مسلمان فطرتاً آزاد اور طبعاً حریت پسند ہے۔ وہ جس دین کا پیرو ہے وہ دین دنیا پر غالب و حاکم ہونے کے لئے آیا ہے۔ اس کی عملداری کا علم صرف دہلی کے لال قلعہ ہی پر نہیں بلکہ واشنگٹن کے وائٹ ہاؤس پر بھی لہرائے گا۔ جو بالیقین قربانیوں اور شہادتوں کا راستہ ہے اور مسلمان مجاہدوں کے لئے عزیمت کی یہ راہیں اجنبی نہیں ہیں۔

....